O

وقت کم ہے زندگی میں اور مقصد دور ہے
رات دن چلتا رہا ہوں جسم بھی اب چور ہے

سوچتا ہوں اپنا رستہ خود بنایا جائے اب
کیونکہ میرِ قافلہ کی سوچ بھی محصور ہے

عالمِ موجود کو پوری حقیقت مت سمجھ
یہ جو عزلت میں پڑا ہے، یہ کہیں مشہور ہے

https://emad-ahmad.com/

نور کے ماخذ سے جڑنے کی یہ کچھ قیمت نہیں
گر بدن مٹی بھی ہو جائے ہمیں منظور ہے

انفس و آفاق سے آگے بھی ہے اک راستہ
نور کے پردے کے پیچھے نور ہے، پھر نور ہے

خود سری، خود آشنائی اور پھر خود آگہی
خود کو پانے کا زمانے میں یہی دستور ہے

جاں فشانی سے کٹے ہیں ماہ و سالِ زندگی
عرق ریزی سے کھلا ہے آدمی معذور ہے

راز ہائے خلق سے آگے ہے رازِ کن عماد
یہ جو آدم زاد ہے یہ امرِ لا مقصور ہے

https://emad-ahmad.com/